Vol.4 No.1 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

حدودو قصاص، مالی اور غیر مالی معاملات میں عورت کی شہادت کے حوالے سے فقہاء کے اقوال و دلائل کا تجزیاتی جائزہ

AN ANALYTICAL REVIEW OF THE SAYINGS AND ARGUMENTS OF JURISTS REGARDING THE TESTIMONY OF WOMAN IN HUDOOD O QISAS, FINANCIAL AND NON-FINANCIAL MATTERS

**** Dr Hafiz Samiullah***

* Lecturer in Islamic Studies, Government Graduate College, Sahiwal

Abstract

Testimony has an important place in every religion and society because of which a claimant gets or deprived of his right. In view of the importance of testimony, Islam has given detailed injunctions for it and has also obliged its followers to always bear true witness. There are different types of human affairs in which men and women testify. Quran has mentioned specific rules regarding the testimony of a woman in financial matters. There is a difference of opinion among the jurists regarding the testimony of a woman in matters other than financial issues such as hudud o qisas, marriage, divorce, remarriage, and women-specific matters (for instance menstruation cycle, virginity, physical defects and birth of a dead or alive child etc.). This study aims to evaluate the views of Islamic jurists regarding the testimony of women in different affairs and the prevailing position (Rajeh Qaol).

Keywords: *Woman, Testimony, Islam, Jurists, Matters*

شہادت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

’’ الشهادة خبر قاطع۔ الشاهد العالم الذی يبين ماعلمه وشهد الشاهد عند الحاكم ای بين ما يعلمه واظهره‘‘ (1)

شہادت قطعی اور یقینی خبر کو کہتے ہیں اور شاھد وہ شخص ہوتا ہے جو کسی واقعے یا معاملے کے وقت حاضر ہو اور حاکم کے سامنے اپنے علم کے مطابق اس واقعے یا معاملے کو کھول کر بیان کر دے تاکہ وہ بالکل واضح ہو جائے۔

اصطلاحی طور پے شہادت سے مراد گواہوں کا ایسے معاملے کے بارے میں خبر دینا ہے جس کا انہوں نے حاضر ہو کر مشاہدہ کیا ہو، چاہے تو آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو جیسے فعلِ قتل اور فعلِ زنا اور چاہے انہوں نے اس کا سماع کیا ہو جیسے کہ معاملات اور اقرار میں ہوتا ہے۔(2)

گویا کہ شہادت کسی شخص کے اپنے ذاتی مشاہدے یا سماع کی بنا پر حاصل ہونے والے علم کی مخصوص الفاظ میں من و عن خبر دینے کو کہتے ہیں تاکہ حاکم اس کے مطابق فیصلہ کر سکے۔

شہادت کی اہمیت:

شہادت یعنی گواہی ہر دین اور معاشرے میں ایک اہم مقام رکھتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد پے حقدار کو اس حق ملتا ہے یا وہ اپنے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسلام نے گواہی کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر جہاں اس کے لئے تفصیلی احکام دیئے ہیں وہاں اپنے ماننے والوں کو اس بات کا بھی پابند کیا ہے کہ وہ ہمیشہ سچی گواہی دیں۔

عورت کی شہادت:

دین اسلام میں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی گواہی کا حق دیا گیا ہے لیکن قرآن کریم میں مالی معاملات میں عورتوں کی گواہی کو مردوں کی گواہی سے نصف مانا گیا ہے۔ مالی معاملات میں مردوں کی نسبت عورتوں کی گواہی کے نصف ہونے کو لے کر فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا دیگر معاملات میں بھی عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.1 2021

نصف ہے یا نہیں؟اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ غیر مالی معاملات میں عورت گواہی دے بھی سکتی ہے یا نہیں؟اور پھر اگر وہ گواہی دے سکتی ہے تو وہ کون کون سے معاملات ہیں جہاں عورت کی گواہی معتبر ہے؟

ذیل میں مختلف معاملات میں عورت کی گواہی کے حوالے سے فقہاء کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے اس کا تحقیقی جائزہ لے کر راجح موقف کا ذکر جائے گا۔

حدود و قصاص میں عورت کی شہادت کا حکم:

حدود و قصاص والے معاملات (مثلاًزنا، چوری، محاربہ، قذف، شرب خمر اور قتل وغیرہ) میں عورت کی شہادت کے مقبول اور غیر مقبول ہونے کے حوالے سے فقہاء کے دو طرح کے اقوال ہیں:

1۔جمہور کا قول:

جمہور کے ہاں عورت کی شہادت حدود اور قصاص (چاہے وہ جان کے بدلے جان کا قصاص ہو یا عضو کے بدلے عضو کا قصاص ہو) میں قبول نہیں کی جائیگی، چاہے عورت مردوں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔جمہور میں احناف، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ شامل ہیں۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں: ” الحدود و القصاص مما تدرأ بالشبهات ---- ولهذا لاتقبل فيها شهادة النساء لتمكن الشبهة فی الشهادتهن بسبب السهو و الغفلة ‘‘ (3)

بے شک حدود و قصاص شکوک و شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔۔۔اسی وجہ سے حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت قبول نہیں کی جائیگی کیونکہ ان کی شہادت میں سہو اور غفلت کی وجہ سے شبہ کا امکان ہوتا ہے۔

علامہ ابن رشد لکھتے ہیں: ” لاتقبل شهادة النساء فی الحدود لامع رجل ولامفردات‘‘ (4)

حدود میں عورتوں کی شہادت قبول نہیں کی جائیگی نہ تو مردوں کے ساتھ ہونے کی صورت میں اور نہ ہی اکیلی ہونے کی صورت میں۔

امام شافعی لکھتے ہیں: ” لا تجوز شهادة النساء الا فی موضعين: فی المال يجب للرجل علی الرجل --- والموضع الثانی: حيث لا يری الرجل من عورات النساء--- ولا يجوز فی شیئ من الحدود‘‘ (5)

عورتوں کی شہادت صرف دو جگہوں پے جائز ہے۔ایک مال میں جو ایک شخص کے لیے دوسرے پر واجب ہوتا ہے۔۔۔اور دوسری جگہ وہ معاملات ہیں جن میں مرد عورتوں کے پوشیدہ معاملات سے مطلع نہ ہو سکتے ہوں۔۔۔اور حدود میں کسی معاملے میں بھی (عورت کی شہادت) جائز نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: ” العقوبات ، وهی الحدود والقصاص ، فلا يقبل فيه الاشهادة رجلين --- وفی شهادة النساء شبهة --- فوجب ان لاتقبل شهادتهن فيه‘‘ (6)

عقوبات یعنی حدود و قصاص میں صرف دو مردوں کی ہی شہادت قبول کی جائے گی۔۔۔چونکہ عورتوں کی شہادت میں شبہ پایا جاتا ہے۔۔۔اس لیے واجب ہے کہ ان میں ان کی شہادت کو قبول نہ کیا جائے۔

2۔ابن حزم وغیرہ کا قول:

امام ابن حزم، امام عطاء اور امام حماد کا قول یہ ہے کہ عورت کی شہادت تمام معاملات (چاہے وہ مالی، غیر مالی یا حدود و قصاص سے متعلق ہوں) میں قبول کی جائے گی اور ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتیں مل کر شہادت دے سکتی ہیں۔

علامہ ابن حزم ”المحلیٰ“ میں لکھتے ہیں: ’’ ولايجوز ان يقبل فی الزنا أقل من اربعة رجال عدول مسلمين أو مكان كل رجل امرأتان مسلمتان عدلتان فيكون ذلك ثلاثة رجال وامرأتين أو رجلين وأربع نسوة أو رجلا واحد وست نسوة أو ثمان نسوة فقط ولايقبل فی سائر الحقوق كلها من الحدود والدماء ومافيه القصاص والنكاح والطلاق والرجعة والأموال إلا رجلان مسلمان عدلان أو رجل و ا مرأتان كذلك أو أربع نسوة كذلك “ (7)

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور زنا میں چار عادل مسلمان مردوں سے کم کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی یا پھر ہر آدمی کے بدلے میں دو مسلمان عادل عورتیں ہوں جیسا کہ تین مرد اور دو عورتیں یا دو مرد اور چار عورتیں یا ایک مرد اور چھ عورتیں یا پھر صرف آٹھ عورتیں ہوں (شہادت جائز ہے) اور حدود، خون، قصاص، نکاح، طلاق، رجوع اور اموال سمیت تمام حقوق میں دو مسلمان عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں یا اس طرح چار عورتوں کی شہادت قبول کی جائے گی۔

امام عطاء اور حماد کہتے ہیں:" تجوز شهادة ثلاثة رجال وامرأتين، لانه نقص واحد من عدد الرجال ، فقام مقامه امرأتان كالأموال'' (8)

تین مردوں اور دو عورتوں کی شہادت قبول کی جائے گی کیونکہ مردوں کی تعداد میں سے ایک کم ہوا تو دو عورتیں اس کے قائم مقام ہو گئیں جیسا کہ اموال میں ہوتا ہے۔

قائلین عدم جواز کے دلائل:

جمہور کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قرآن سے دلیل: جمہور (جو کہ حدود و قصاص میں عورت کی شہادت کی عدم قبولیت کے قائل ہیں) کے موقف کو امام ابن قدامہ نے اس آیت سے ثابت کیا ہے(9):

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:(وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا) (10)

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (11)

2۔ حدیث سے دلیل: جب ہلال رضی اللہ عنہ بن امیہ نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا تو نبی ﷺ نے ان سے کہا: (اربعة شهداء والا حد فی ظهرك) (12)

مذکورہ بالا آیات اور حدیث میں زنا کے ثبوت کے لیے چار مرد گواہوں کی قید لگائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ((اربعة منكم) اور (بأربعة شهداء) اور نبی کریم ﷺ کے فرمان (اربعة شهداء) سے گواہوں کا مرد ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہاں عدد "اربعة "مونث ذکر کیا گیا ہے اور یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ اگر تین سے دس تک معدود مذکر ہو تو عدد مؤنث ہو گا اور معدود مونث ہو تو عدد مذکر ہو گا۔ لہٰذا یہ (اربعة منكم) اور (بأربعة شهداء) کے الفاظ چار مردوں گواہوں کے شرط ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر عورتوں کی شہادت بھی اس باب میں قبول ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ یوں نہ فرماتے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

ان آیات سے استدلال پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب آیاتِ قرآنیہ میں مطلق طور پر مذکر کے صیغہ کے ساتھ احکام بیان کیے جائیں تو ان احکام میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں الا یہ کہ مردوں کی تخصیص پر کوئی خارجی دلیل یا قرینہ موجود ہو۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہاں مردوں کی تخصیص ہی مراد ہے جس کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں:

الف۔ تمام آیات میں عدد کا مونث ہونا مردوں کی تخصیص کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ب۔ اگر مردوں کے ساتھ عورتیں بھی اس حکم میں شریک ہوتیں تو کسی ایک مقام پے ہی اس کی وضاحت کر دی گئی ہوتی جبکہ ایسا نہیں ہوا۔

ج۔ نبی ﷺ جو سب سے بڑے اور پہلے مفسر قرآن ہیں انہوں نے بھی کبھی حدود میں عورتوں کی شہادت کو قبول نہیں کیا۔

د۔ مفسرین نے بھی ان آیات سے مرد ہی مراد لیے ہیں۔

3۔"اثر" سے دلیل: امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:(مضت السنة من رسول الله والخليفتين بعده ان لا تجوز شهادة النساء فی الحدود) (13)

رسول اللہ اور ان کے بعد دونوں خلفاء کی یہ سنت گزر چکی ہے کہ حدود میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہو گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:(لاتجوز شهادة النساء فی الطلاق ولا فی النكاح ولا فی الدماء ولا الحدود)(14)

عورتوں کی گواہی طلاق، نکاح، خون اور حدود میں قبول نہیں ہو گی۔

Vol.4 No.1 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

یہ آثار واضح طور پر دلالت کر رہے ہیں کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت مقبول نہیں ہے۔

4۔ قیاس سے دلیل: ارشاد الٰہی ہے: (فَإِذا بَلَغنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمسِكوهُنَّ بِمَعروفٍ أَو فارِقوهُنَّ بِمَعروفٍ وَأَشهِدوا ذَوَي عَدلٍ مِنكُم وَأَقيمُوا الشَّهادَةَ لِلَّـهِ) (14)

محمد حسن ابو یحیٰی اس آیت کے حوالے سے لکھتے ہیں: (اللہ کا یہ فرمان) رجوع اور طلاق میں شہادت کے عورتوں کے علاوہ مردوں کے ساتھ خاص ہونے کو واجب کرتا ہے کیونکہ آیت میں "ذوی" کا لفظ مذکر ہے اور اسی وجہ سے امام قرطبی کہتے ہیں: " ہمارے علماء نے کہا ہے کہ اموال کے علاوہ دیگر معاملات میں عورتوں (کی شہادت) کا کوئی دخل نہیں ہے۔" لہٰذا اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آیت اپنے منطوق کے اعتبار سے رجوع اور طلاق میں گواہوں کے عادل مرد ہونے کی شرط پر دلالت کرتی ہے اور اس سے ہم یہی بات سمجھتے ہیں کہ ان معاملات مین عورت کی شہادت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اور حد زنا کے علاوہ قصاص اور حدود کو رجوع اور طلاق پر قیاس کیا جائے گا کیونکہ دونوں میں مشترک علت یہ ہے کہ یہ ایسے معاملات میں سے ہیں جن پر غالب طور پر مرد ہی مطلع ہوتے ہیں۔ اور جن معاملات میں غالب طور پر مرد ہی مطلع ہوتے ہوں ان میں عورتوں کی شہادت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (15)

5۔ عقلی دلیل: ہمارا عام مشاہدہ بھی یہی ہے کہ اگر کسی جگہ لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت ہو رہی ہو تو مجموعی طور پے عورتیں کمزور دلی کی وجہ سے اپنے اندر ہمت نہیں پاتیں کہ وہ آگے بڑھ کر اس کا مشاہدہ کریں بلکہ وہ وہاں سے بھاگنے اور چھپنے میں ہی عافیت سمجھتی ہیں لہٰذا اپنے مزاج کی نرمی اور احساس شدت کی بناء پر قتل، چوری، ڈکیتی جیسے جرائم کا اہتمام جزئیات کے ساتھ مشاہدہ کرنا ان کو بلا کم و کاست یاد رکھنا اور من و عن عدالت میں بیان کرنا عورتوں کے لیے آسان نہیں ہے یہی وجہ سے کہ ان کی شہادت حدود و قصاص جیسے حساس معاملات میں قبول نہیں کی جاتی۔

قائلین جواز کے دلائل:

ابن حزم اور ان کے موافقین کہتے ہیں کہ جب عورت کے سہو و نسیان کی کمی ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی شہادت سے پوری کر دی گئی ہے تو پھر ہر مسئلے میں عورت کو شہادت کا حق حاصل ہے چاہے وہ اکیلی ہو یا مردوں کے ساتھ ہو۔ ابن حزم وغیرہ کے دلائل درج ذیل ہیں:

سنت رسول اللہ سے دلائل: حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: " فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل " (16)

حضرت ابو سعید خدریؓ نبی اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: " أليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلىٰ قال فذلك نقصان من عقلها'' (17) کیا عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا یہ اس کی عقل کی کمی ہے۔

ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد ابن حزم کہتے ہیں: " فقطع عليه الصلاة والسلام بان شهادة امرأتين تعدل شهادة رجل فوجب ضرورة انه لايقبل حيث يقبل رجل لو شهد الا امرأتان وهكذا ما زاد'' (18)

نبی اکرم ﷺ نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دیا ہے پس ضرور تا یہ بات واجب ہوئی کہ جہاں مرد کی شہادت قبول کی جاتی ہے وہاں (ایک مرد کے مقابلے میں) دو عورتوں کی شہادت مقبول ہو گی اسی طرح معاملہ بڑھتا جائے گا (یعنی دو مردوں کے مقابلے میں چار

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عورتیں، تین کے مقابلے میں چھ اور چار کے مقابلے میں آٹھ)۔

ابن حزم کے دلائل کا تجزیہ: ڈاکٹر محمد حسن ابو یحییٰ ابن حزم کے دلائل کے مناقشہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن حزم کی پیش کردہ احادیث کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی شہادت مرد کی شہادت سے نصف ہے، مگر یہ احادیث (حدود و قصاص سمیت) تمام معاملات کے بارے میں تو ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو دیون (قرضے) اور دیگر مالی معاملات سے متعلق ہیں جس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: (وَاستَشهِدوا شَهيدَينِ مِن رِجالِكُم ۖ فَإِن لَم يَكونا رَجُلَينِ فَرَجُلٌ وَامرَأَتانِ مِمَّن تَرضَونَ مِنَ الشُّهَداءِ أَن تَضِلَّ إِحداهُما فَتُذَكِّرَ إِحداهُمَا الأُخرىٰ)

اس آیت میں دیون کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے اور دیگر مالی معاملات جو دیون کی جنس سے ہی ہیں ان کو دیون پر قیاس کیا جائے گا۔ جبکہ حدود و قصاص نہ تو دیون ہیں اور نہ ہی مالی معاملات، لہذا انہیں دیون پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حدود و قصاص اموال کی جنس سے نہیں ہیں تو پھر یہ اس دلیل سے ثابت بھی نہیں ہونگے جس سے اموال ثابت ہوتے ہیں۔ (19)

ابن حزم کے موافقین کی قیاس سے دلیل: علامہ ابن قدامہ عطاء اور حماد کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:" وروى عن عطاء وحماد انهما قالا : يقبل فيه رجل وامرأتان ، قياساً على الشهادة فى الاموال'' (20)

عطاء اور حماد سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا (حدود و قصاص) میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو اموال میں ان کی شہادت پر قیاس کرتے ہوئے قبول کیا جائے گا۔ یعنی ان حضرات کے بقول حدود و قصاص کا تعلق بھی حقوق سے ہے جس طرح کہ مالی معاملات کا تعلق حقوق سے ہے لہذا جس طرح مالی معاملات میں عورت کی شہادت مقبول ہوتی ہے اسی طرح حدود و قصاص میں بھی مقبول ہو گی۔

قیاس سے استدلال کا تجزیہ: مالی معاملات میں عورت کی شہادت کے جائز ہونے پر حدود و قصاص میں عورت کی شہادت کو قیاس کر کے جائز سمجھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ قیاس مع الفارق اس طرح بنتا ہے کہ حدود و قصاص والے معاملات میں شک و شبہ پیدا ہو جانے پر حدود و قصاص ساقط ہو جاتے ہیں جبکہ مالی معاملات میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ حدود و قیاس میں عورت کی شہادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ اس میں شبہ پایا جاتا ہے۔ (21)

راجح قول:

حدود و قصاص میں عورت کی شہادت کے قبول ہونے یا نہ ہونے کے اقوال اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہور کا قول (حدود و قصاص میں عورت کی شہادت مقبول نہیں ہو گی چاہے وہ اکیلی ہو یا مردوں کے ساتھ ہو) راجح ہے۔ اس قول کی وجوہ ترجیح مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اس قول کی تائید میں کتاب اللہ سے واضح دلائل موجود ہیں جن سے گواہوں کا (اس باب میں) مرد ہونا لازمی قرار پاتا ہے۔ جبکہ مرجوح قول کی تائید میں کتاب اللہ سے کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ (اس باب میں) عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔

2۔ اسی طرح سنت سے بھی قول راجح کی تائید واضح دلائل سے ہوتی ہے جبکہ مرجوح قول کے حاملین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ حدود و قصاص کے باب سے نہیں ہیں۔

3۔ آثار اور قیاس سے بھی قول راجح کے تائید ہوتی ہے جبکہ مرجوح قول کے حاملین کا قیاس درست نہیں ہے بلکہ قیاس مع الفارق ہے جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔

4۔ عقل سلیم بھی اسی قول کا ساتھ دیتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت بمطابق شرعی نصوص ناقص العقل ہے اور اس کی جبلت میں سہو و نسیان کا زیادہ احتمال ہے عموماً عورتیں کمزور دل ہونے کی وجہ سے حدود و قصاص والے معاملات کا ٹھیک سے مشاہدہ نہیں کر سکتیں اور یہ بھی کہ ان کا اصل دائرہ کار گھر ہے جس کی وجہ سے وہ مردوں کی نسبت ایسے معاملات سے کم واقف ہوتی ہیں لہذا ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے عقل سلیم بھی حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی کے غیر مقبول ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔

مالی معاملات میں عورت کی شہادت کا حکم:

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ مالی معاملات اور وہ معاملات جن سے مقصود مال ہوتا ہے میں عورت کی شہادت مردوں کے ساتھ قبول کی جائے گی مثلاً دیون، بیوع، خیار، غصب،

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

وقف، اجارہ، ھبہ، صلح، مساقات، مضاربت، وصیت، حوالہ، ضمان، رھن، شفعہ، وغیرہ جیسے تمام مالی معاملات میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت مقبول ہو گی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:قال ابن المنذر :'' اجمع العلماء علی القول بظاهر الآیة فاجازوا شهادة النساء مع الرجال'' (22)

ابن منذر نے کہا ہے کہ علماء کا اس آیت(یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنوا إِذا تَدایَنتُم بِدَینٍ إِلیٰ أَجَلٍ مُسَمًّی فَاکتُبوهُ --- واستشهدوا شهیدین من رجالکم----) کے ظاہر کی وجہ سے اس قول پر اجماع ہے(لہٰذا تمام مالی معاملات میں)ان کے نزدیک مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت جائز ہے۔

یہ آیت دیون (قرضوں) سے متعلق ہے مگر اس پر تمام مالی معاملات اور ان معاملات (جن کا تعلق مال سے بنتا ہے) کو قیاس کیا جائے گا۔ اس بات کی طرف 'المجموع شرح المھذب' میں اس طرح اشارہ کیا گیا ہے: ''وقسنا علیه المال وکل مایقصدبه المال'' (23)

اور اس پر ہم نے مال اور ہر اس چیز کو جس کے ساتھ مال کا قصد کیا جاتا ہے قیاس کیا ہے۔

مالی معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت کا حکم:

اس بارے میں تو فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مالی معاملات میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت مقبول ہو گی۔ البتہ اس بارے میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا مالی معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت مقبول ہو گی یا نہیں۔ اس حوالے سے دو طرح کی آراء پائی جاتی ہیں:

1۔ جمہور فقہاء(حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ) کے نزدیک اکیلی عورتوں کی مالی معاملات میں شہادت بالکل مقبول نہیں ہو گی۔ علامہ کاسانی لکھتے ہیں: جہاں تک مالی معاملات میں شہادت کا تعلق ہے تو ان میں عورتوں کی شہادت مردوں کے ساتھ ہی قبول ہو گی اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے (فاستشهدوا -----الخ) (24)

امام نووی لکھتے ہیں: مالی معاملات یا جن معاملات سے مال مقصود ہوتا ہے۔۔۔ وہ دو آدمیوں اور ایک آدمی اور دو عورتوں (کی شہادت) کے ساتھ ہی ثابت ہوتے ہیں اور اکیلی عورتوں (کی شہادت) سے ثابت نہیں ہوتے۔(25)

ابن قدامہ لکھتے ہیں: مالی معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں، اور ایک عادل مرد کی مدعی کی قسم کے ساتھ شہادت سے کم کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔(26)

2۔**الف:** مالکیہ کے نزدیک مالی معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت، مدعی کی قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

علامہ محمد علیش لکھتے ہیں: ''بان کان مالا أو آیلا الیه فیکفی فیه عدل وامرأتان بلا یمین أو احدهما ای العدل والمرأتین بمین بحلفها المشهود له علی ان ما شهد به العدل أو المرأتان حق صحیح'' (27)

اگر وہ معاملہ مالی ہے یا مال سے متعلقہ ہے تو اس میں ایک عادل مرد اور دو عورتوں کی شہادت بغیر (مدعی کی) قسم کے کافی ہے یا پھر ان میں سے ایک کی شہادت (یعنی عادل مرد کی شہادت یا دو عورتوں کی شہادت) مدعی کی قسم کے ساتھ کافی ہے۔ مشهود له(یعنی مدعی) یہ قسم اٹھائے گا کہ جس کی شہادت عادل مرد یا دو عورتوں نے دی ہے وہ حق ہے صحیح ہے۔

ب: ابن حزم کا اس حوالے سے یہ موقف ہے کہ مالی معاملات میں اکیلی چار عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہو گی اور دو عورتوں کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ بھی مقبول ہو گی۔

ابن حزم لکھتے ہیں: حدود، قصاص، نکاح، طلاق، رجوع، اور اموال سمیت تمام حقوق میں دو مسلمان عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی شہادت قبول کی جائے گی اور حدود کے سوا باقی معاملات میں ایک عادل مرد یا دو عورتوں کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔(28)

دونوں آراء کے دلائل:

پہلی رائے کے حاملین کے دلائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :(وَاستَشهِدوا شَهیدَینِ مِن رِجالِکُم ۖ فَإِن لَم یَکونا رَجُلَینِ فَرَجُلٌ وَامرَأَتانِ) (29)

اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دیون (اور دیگر مالی معاملات) کے لیے نصابِ شہادت بیان کیا ہے جس کے مطابق دو مرد گواہ نہ ہونے کی صورت میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول ہو گی۔ اس نصابِ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان نہیں کیا کہ ہر مرد کے مقابلے میں دو عورتوں یعنی دو مردوں کی بجائے چار عورتوں کی شہادت قبول ہو گی لہٰذا یہ آیت دلیل ہے کہ دو عورتوں کی شہادت مرد کے ساتھ تو قبول ہو گی مگر اکیلی عورتوں کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

اسی طرح پہلی رائے کے حاملین کا کہنا ہے کہ اسلام کا عمومی مزاج یہی ہے کہ بلا ضرورت عورت کا گھر سے باہر نکلنے کا دائرہ کم سے کم کیا جائے۔ اگر اکیلی چار عورتوں کی شہادت قبول کی جانے لگے تو اس سے عورتوں کی گھروں سے باہر آمد و رفت بڑھ جائے گی جو کہ اپنے اندر بے شمار مفاسد لیے ہوئے ہے۔ ابن ہمام نے شرح فتح القدیر میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔(30)

دوسری رائے کے حاملین کے دلائل:

دوسری رائے کے حاملین میں سے امام مالک دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں: "يقبل ذلك فى الاموال لانها فى الاموال اقيمتا مقام الرجل فحلف معهما كما يحلف مع الرجل'' (31)

دو عورتوں کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی کیونکہ ان دونوں کو اموال میں ایک مرد کے قائم مقام کیا گیا ہے لہٰذا مدعی جس طرح ایک مرد کے ساتھ قسم اٹھا لیتا ہے (اور اس کی شہادت مقبول ہوتی ہے) اسی طرح وہ دو عورتوں کے ساتھ قسم اٹھائے گا (اور ان کی بھی شہادت مقبول ہو گی)۔

علامہ ابن قدامہ امام مالک کی اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: اگر دو عورتوں کو ہر طرح سے ایک مرد کے قائم مقام کر دیا جائے تو پھر تو دو مردوں کی جگہ چار عورتیں کی شہادتیں بھی (مالی معاملات میں) کافی ہو گی اور غیر مالی معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہو گی (جس کے خود امام مالک بھی قائل نہیں ہیں) حقیقت یہ ہے کہ عورت کی شہادت کمزور ہے جسے مرد کے ساتھ تقویت ملتی ہے اور قسم بھی کمزور ہے اور (یہاں) کمزور کو کمزور کے ساتھ ملایا گیا ہے جو قبول نہیں کیا جائے گا۔(32)

دوسری رائے کے حاملین میں سے امام ابن حزم مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں:

الف: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رسول اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: (فشهادة امراتين تعدل شهادة رجل) (33)

دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔

ب: حضرت ابو سعید خدریؓ نبی اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: (أليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلى قال فذلك من نقصان عقلها) (34)

کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں تو آپؐ نے فرمایا پس یہ اس کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے۔

امام ابن حزم ان احادیث سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دیا ہے لہٰذا جب دو مرد نہ ہوں تو '' مكان كل رجل امراتان'' کے تحت چار عورتوں کی شہادت جائز ہو گی اور جس طرح ایک مرد کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ درست قرار پاتی ہے اسی طرح ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی شہادت بھی مدعی کی قسم کے ساتھ درست ہو گی۔(35)

ابن حزم کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث اللہ تعالیٰ کے فرمان (فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان) کی ہی وضاحت اور تفسیر ہیں کہ دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو پھر ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی شہادت قبول ہو گی۔ چونکہ آیت میں عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے ساتھ قبول کرنے کا ذکر ہے اور اکیلی عورتوں کی شہادت کی قبولیت کا ذکر نہیں ہے تو ان احادیث (جو کہ مذکورہ بالا آیت کی ہی وضاحت و تفسیر ہیں) سے مالی معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت پر دلیل پکڑنا درست نہیں ہے۔ ان احادیث سے امام ابن حزم استدلال تب ٹھیک ہوتا اگر آیت کے الفاظ یوں ہوتے (فرجل وامرأتان أو امرأتان مقام كل رجل)۔

مزید یہ کہ ابن حزم نے جو قاعدہ بیان کیا ہے کہ '' مكان كل رجل امراتان'' (36) یہ کوئی کلی قاعدہ نہیں ہے کیونکہ رضاعت میں وہ خود ایک عورت کی شہادت کی قبولیت کے قائل ہیں۔(37) جبکہ ان کے اپنے قاعدے کے مطابق رضاعت میں بھی ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی شہادت قبول ہونی چاہیے تھی۔

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

لٰہذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دو عورتیں ایک مرد کے قائم مقام صرف مالی معاملات میں ہوں گی اور وہ بھی ایک مرد گواہ کی موجودگی ہیں۔

حدود و قصاص اور مالی معاملات کے علاوہ دیگر معاملات میں عورت کی شہادت کا حکم:

حدود و قصاص اور مالی معاملات کے علاوہ وہ معاملات جن پر غالب طور پر مرد ہی مطلع ہوتے ہیں (مثلاً نکاح، صداق، طلاق، رجوع، عتق، ولاء، ظھار، احصان، نسب، کتابت، اسلام وارتداد، کفالہ، وکالہ اور اعسار وغیرہ) میں عورتوں کی شہادت مقبول ہوگی یا نہیں، اس بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے اور تین طرح کی آراء ہمارے سامنے آتی ہیں جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

1۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مذکورہ بالا تمام معاملات میں عورتوں کی شہادت (چاہے وہ مردوں کے ساتھ ہوں یا اکیلی ہوں) قبول نہیں ہوگی۔ یہ قول مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، نخعی، زہری، سعید بن مسیب، حسن بصری اور ربیعہ کا ہے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: ”ولا يقبل فيما سوى الأموال , مما يطلع عليه الرجال , أقل من رجلين وهذا القسم نوعان: أحدهما , العقوبات , وهي الحدود والقصاص والثانی مالیس بعقوبة كالنكاح والرجعة والطلاق --- ان هذا لايثبت الا بشاهدين ذكر ين ولاتقبل فيه شهادة النساء بحال“ (38)

مالی معاملات کے علاوہ وہ معاملات جن پر مرد ہی مطلع ہوتے ہیں ان میں دو آدمیوں سے کم کی شہادت مقبول نہیں ہوگی۔ اور اس طرح کے معاملات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق عقوبات یعنی حدود و قصاص سے ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق عقوبات سے نہیں ہے (بلکہ دیگر معاملات ہے) جیسے نکاح، رجوع اور طلاق وغیرہ۔ ایسے معاملات صرف دو آدمیوں کی شہادت سے ہی ثابت ہوں گے اور ان میں کسی حال میں بھی عورتوں کی شہادت مقبول نہیں ہوگی۔

وہ مزید لکھتے ہیں: ”لا تقبل فيه إلا شهادة رجلين وهو قول النخعي و الزهري و مالك وأهل المدينة و الشافعي وهو قول سعيد بن المسيب والحسن وربيعه في الطلاق“ (39)

(نکاح اور عتاق وغیرہ میں) صرف دو مردوں کی شہادت ہی مقبول ہوگی۔ یہ قول نخعی، زہری، مالک، اہل مدینہ اور شافعی کا ہے اور طلاق کے بارے میں یہی قول سعید بن مسیب، حسن اور ربیعہ کا ہے۔

2۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان تمام معاملات میں عورتوں کی شہادت (چاہے وہ اکیلی ہوں یا مردوں کے ساتھ ہوں) قبول ہوگی۔ یہ قول ابن حزم وغیرہ کا ہے۔

ابن حزم لکھتے ہیں: ”ولا يقبل في سائر الحقوق كلها من الحدود والدماء وما فيه القصاص والنكاح والطلاق والرجعة والأموال إلا رجلان مسلمان عدلان ; أو رجل وامرأتان كذلك أو أربع نسوة كذلك“ (40)

حدود، دماء، قصاص، نکاح، طلاق، رجوع اور مال سمیت تمام حقوق میں دو مسلمان عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی شہادت مقبول ہوگی۔

3۔ تیسری رائے یہ ہے کہ ان معاملات میں عورتوں کی شہادت مردوں کے ساتھ تو مقبول ہوگی البتہ اکیلی عورتوں کی شہادت مقبول نہیں ہوگی۔ یہ قول احناف کا ہے اور حنابلہ کی ایک روایت بھی یہی ہے۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں: ”أم الشهادة على الأموال فالذكورة ليست فيها بشرط...“ (41)

جہاں تک مالی معاملات میں شہادت کا تعلق ہے تو ان میں ذکوریت (مرد ہونا) شرط نہیں ہے اور وہ حقوق جو مال نہیں ہیں جیسے نکاح، طلاق اور نسب، ان میں شہادت کے لیے ذکوریت کے شرط ہونے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ہمارے اصحاب کا (اللہ ان سے راضی ہو) کہنا ہے کہ ذکوریت ان معاملات کے لیے شرطِ شہادت نہیں ہے۔

تمام آراء کے دلائل اور ان کا تجزیہ:

جمہور کے دلائل:

جمہور جو کہ نکاح، طلاق، رجوع، نسب وغیرہ جیسے معاملات میں عورتوں کی شہادت کے مطلق قائل نہیں ہیں، اپنی رائے کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ارشاد باری تعالیٰ ہے:(وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ)(42)اور اپنے میں سے دو عادل گواہ بنالو۔

یہ الفاظ طلاق اور رجوع کے بارے میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے "ذوی عدل منکم" مذکر کے صیغے استعمال کئے ہیں جو اس باب میں مرد گواہوں کی تخصیص پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اگر اس باب میں عورتوں کی شہادت بھی جائز ہوتی تو اللہ تعالیٰ مالی معاملات (فرجل و امرأتان) کی طرح یہاں بھی عورتوں کا الگ سے ذکر کر دیتے

۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(لانكاح الابولی وشاهدی عدل) (43)

کوئی نکاح درست نہیں ہے مگر ولی اور دو (مرد) عادل گواہوں کے ساتھ۔

اس حدیث میں نکاح میں نصاب شہادت بیان کیا گیا ہے جو کہ دو عادل مرد گواہ ہیں کیونکہ مذکر کا صیغہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اگر عورتوں کی اس باب میں شہادت درست ہوتی تو نبیؐ اس کا بھی ذکر کر دیتے۔ مذکورہ بالا نصوص طلاق، رجوع، وصیت اور نکاح کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ انہی پر وہ بقیہ تمام معاملات جو مال اور حدود و قصاص سے متعلقہ نہیں ہیں، قیاس کئے جائیں گے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں (حضرت عمرؓ سے بھی یہی مروی ہے):(لاتجوز شهادة النساء فی الطلاق ولافی النكاح ولا فی الدماء ولا الحدود)(44)

عورتوں کی شہادت طلاق، نکاح، خون اور حدود میں جائز نہیں ہے۔

جمہور کے مطابق عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عورتوں کی شہادت کو صرف وہاں قبول کیا جائے جہاں نص ان کے قبول کرنے پر دلالت کرتی ہے جیسے کہ اموال میں ہے۔ اور یہ معاملات چونکہ مالی نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے مقصود مال ہے لہٰذا حدود و قصاص کی طرح ان معاملات میں بھی عورتوں کی شہادت کو قبول نہ کیا جائے۔(45)

جمہور کے دلائل کا تجزیہ:

جمہور نے دلیل کے طور پے جو نصوص ذکر کی ہیں ان میں اگرچہ مذکر کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں مگر ان کے حکم میں خواتین بھی شامل ہیں کیونکہ اسلامی شریعت میں زیادہ تر احکام دیتے ہوئے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ اغلبیت کی بنا پر خطاب مردوں کو کیا جاتا ہے جبکہ عورتیں بھی اس میں شریک ہوتی ہیں۔ اس حقیقت کو علامہ ابن القیم یوں بیان کرتے ہیں:" قد استقر في عرف الشارع أن الأحكام المذكورة بصيغة المذكَّرين إذا أطلقت ولم تقترن بالمؤنث فإنها تتناول الرجال والنساء ؛ لأنه يُغلّب المذكَّر عند الاجتماع ، كقوله تعالى : (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) " (46)

شارع کے عرف میں یہ ثابت ہے کہ جب مذکر کے صیغے کے ساتھ احکام ذکر کئے جائیں اور ساتھ مؤنث کا ذکر نہ ہو تو وہ صیغہ مذکر اور مؤنث دونوں کو شامل ہوتا ہے کیونکہ اجتماع کی صورت میں مذکر کو اغلبیت حاصل ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں" یہ بات ظاہر ہے کہ روزے مرد و عورت دونوں پر فرض ہیں۔

جہاں تک آثار کا تعلق ہے تو جمہور کا ان آثار سے دلیل پکڑنا درست نہیں ہے کیونکہ ان معاملات میں صحابہ سے عورتوں کی شہادت کے جواز پر بھی آثار مروی ہیں جیسا کہ ''المحلیٰ '' میں ابن حزم نے ان آثار کو ذکر کیا ہے۔

جمہور نے عقلی استدلال کرتے ہوئے غیر مالی معاملات میں عورت کی شہادت کو جو حدود و قصاص پر قیاس کرتے ہوئے ناقابل قبول قرار دیا ہے تو وہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ حدود و قصاص شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں جبکہ غیر مالی معاملات میں ایسا نہیں ہوتا۔

ابن حزم کے دلائل:

ابن حزم جو کہ تمام معاملات میں عورتوں کی شہادت (چاہے وہ اکیلی ہوں یا مردوں کے ساتھ ہوں) قبول کرنے کے قائل ہیں مندرجہ ذیل احادیث نبویہ سے استدلال کرتے ہیں:

ارشاد نبوی ہے:(فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل)(47)

دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ارشاد نبوی ہے:(ألیس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلیٰ قال فذلك نقصان عقلها)(48)
کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں ہے؟ہم نے کہا کیوں نہیں تو آپؐ نے فرمایا پس یہ اس کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے۔
ابن حزم ان احادیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ عورت کی شہادت مرد سے نصف ہے اور ان احادیث میں ایسی کوئی وضاحت نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ یہ شہادت صرف مرد کے ساتھ اور صرف مالی معاملات میں ہی قبول ہو گی باقی میں نہیں۔
ابن حزم نے مندرجہ ذیل آثار سے بھی دلیل پکڑی ہے:(عن أبي لبید قال : ان سكرانا طلق امرأتة ثلاثا فشهد علیه اربع نسوة فرفع الی عمر بن الخطاب فاجاز شهادة النسوة فرق بینهما) (49)
ابو لبید سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص نے نشے کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اس پر چار عورتیں گواہ بنیں،جب معاملہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو آپؓ نے عورتوں کی شہادت کو جائز قرار دیا اور ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی۔

ابن حزم کے استدلال کا تجزیہ:

ابن حزم رحمہ اللہ کے ان احادیث سے استدلال کرنے کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ان احادیث کا ظاہر یہ دلالت کرتا ہے کہ عورت کی شہادت مرد کی شہادت سے نصف ہے مگر یہ احادیث اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ ایسا تمام معاملات میں ہے بلکہ ایسا صرف بعض معاملات میں ہے یعنی دیون اور جو دیون کے حکم میں ہیں ان میں عورت کی شہادت مرد کی شہادت سے نصف ہو گی۔(50)
نیز یہ احادیث اللہ کے فرمان(وَاستَشهِدوا شَهيدَينِ مِن رِجالِكُم ۖ فَإِن لَم يَكونا رَجُلَينِ فَرَجُلٌ وَامرَأَتانِ) کی وضاحت اور تفسیر ہیں کہ دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو پھر ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی شہادت قبول ہو گی۔ اور آیت چونکہ دیون اور دیگر مالی معاملات کے بارے میں ہے اس لئے ان احادیث(جو کہ مذکورہ بالا آیت کی ہی وضاحت اور تفسیر ہیں) سے بھی مالی معاملات ہی مراد لیتے ہوئے ان میں عورت کی شہادت کو مرد کی شہادت سے نصف کے طور پر قبول کیا جائے گا۔اور ان احادیث کو دیگر معاملات کے بارے میں دلیل نہیں بنایا جائے گا۔
جہاں تک حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا اثر کا تعلق ہے تو اس سے امام ابن حزم کا دلیل پکڑنا اس لیے درست نہیں کہ خود حضرت عمرؓ سے ہی نکاح وطلاق وغیرہ میں عورتوں کی شہادت کے عدم جواز کا اثر بھی موجود ہے جس سے جمہور دلیل پکڑتے ہیں۔اور مزید یہ کہ نشے کی حالت میں طلاق کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک نشے کی حالت میں طلاق جائز نہیں ہے۔(51)

احناف کے دلائل:

احناف جو کہ نکاح،طلاق اور رجوع وغیرہ میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت کے جواز کے قائل ہیں مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں:
ارشاد باری تعالیٰ ہے:(وَاستَشهِدوا شَهيدَينِ مِن رِجالِكُم ۖ فَإِن لَم يَكونا رَجُلَينِ فَرَجُلٌ وَامرَأَتانِ مِمَّن تَرضَونَ مِنَ الشُّهَداءِ أَن تَضِلَّ إِحداهُما فَتُذَكِّرَ إِحداهُمَا الأُخرى)(52)
اس آیت کو بنیاد بناتے ہوئے علامہ کاسانی کہتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک مرد اور دو عورتوں کے لیے شہادت کو مطلق رکھا ہے اور ان کو شہداء بنایا ہے اور شاھد مطلق وہی ہوتا ہے جو علی الاطلاق شہادت دے سکے۔لہٰذا یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ ان کے لیے تمام احکام میں شہادت دینا درست ہو سوائے اس کے جیسے دلیل مقید کر دے۔(53)
احناف نے آثار صحابہ سے بھی استدلال کیا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا اثر ہے:(أجاز عمر بن الخطاب شهادة النساء مع الرجال فی الطلاق والنكاح) (54)

احناف کے دلائل کا تجزیہ:

احناف کے اس آیت سے استدلال پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ آیت دیون یعنی مالی معاملات سے متعلقہ ہے لہٰذا مالی معاملات میں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی شہادت کو

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

قبول کیا جائے گا لیکن جہاں تک مالی معاملات کے علاوہ دیگر معاملات (نکاح، طلاق اور رجوع وغیرہ) کا تعلق ہے تو ان میں عورت کی شہادت کو علی الاطلاق قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان معاملات کی تقیید دلیل کے ساتھ ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:(واشھدوا ذوی عدل منکم) (55) اور نبی کریمؐ کا فرمان ہے:(لانکاح الابولی وشاھدی عدل) (56)

اس کا جواب یہ ہے کہ جن نصوص کو بطور مئوید پیش کیا گیا ہے ان میں حکم دینے کا عمومی انداز اختیار کیا گیا ہے (کہ اغلبیت کی بنا پر خطاب مردوں کو کیا جاتا ہے جبکہ عورتیں بھی اس میں شریک ہوتی ہیں الا یہ کہ کسی ایک جنس کی تخصیص کر دی جائے جیسا کہ مالی معاملات میں کیا گیا ہے کہ شہیدین کے بعد رجالکم کی قید لگا دی گئی) لہٰذا ان نصوص سے غیر مالی معاملات (نکاح، طلاق اور رجوع وغیرہ) میں عورتوں کی شہادت کے علاوہ صرف مردوں کی شہادت کی تقیید نہیں سمجھی جا سکتی۔

راجح قول:

تمام آراء اور دلائل کو ذکر کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ احناف کا قول راجح ہے کیونکہ:

1. جمہور نے غیر مالی معاملات میں شہادت کے مردوں کے ساتھ مقید ہونے پر جن آیات سے استدلال کیا ہے ان کا تعلق ان آیات کی قبیل سے ہے جن میں اغلبیت کی بنیاد پر مردوں کو خطاب کیا جاتا ہے لیکن عورتیں بھی ان کے ساتھ شریک ہوتی ہیں، لہٰذا جمہور کا استدلال کمزور ہے۔
2. جس طرح کے آثار جمہور کے پاس اپنے موقف کی تائید کے لئے موجود ہیں اسی طرح کے آثار احناف کے پاس بھی موجود ہیں۔
3. جمہور عقلی استدلال کرتے ہوئے غیر مالی معاملات میں عورت کی شہادت کو جو حدود و قصاص پر قیاس کرتے ہوئے ناقابل قبول قرار دیتے ہیں تو وہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ حدود و قصاص شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں جبکہ غیر مالی معاملات میں ایسا نہیں ہوتا۔
4. عقل یہ تقاضا کرتی ہے کہ حدود و قصاص اور مالی معاملات کے علاوہ جن معاملات میں شہادت کو مقید نہیں کیا گیا وہاں عورت کے لیے تمام احکام میں شہادت دینا درست ہو۔

جن معاملات سے عموماً مرد مطلع نہیں ہوتے ان میں اکیلی عورتوں کی شہادت کا حکم:

وہ معاملات جن سے عام طور پر مرد واقف نہیں ہوتے، ان میں اکیلی عورتوں کی شہادت قبول کرنے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

امام ابن حجر لکھتے ہیں: "واتفقوا علی قبول شھادتھن منفردات فیما لایطلع علیه الرجال کالحیض والولادة والاستھلال وعیوب النساء'' (57)

جن معاملات سے مرد مطلع نہیں ہوتے ان میں اکیلی عورتوں کی شہادت قبول کرنے پر علماء نے اتفاق کیا ہے جیسا کہ حیض، ولادت، پیدائش کے وقت بچے کا آواز نکالنا اور عورتوں کے عیوب جیسے معاملات ہیں۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں: رضاعت، ولادت، حیض، عدت اور ان کے مشابہہ معاملات، جن سے مرد مطلع نہیں ہوتے ان میں ایک عورت کی شہادت مقبول ہو گی۔ فی الجملہ ہم اہل علم کے درمیان اکیلی عورتوں کی شہادتوں کی قبولیت میں کوئی اختلاف نہیں جانتے۔ قاضی نے کہا ہے جن معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت مقبول ہوتی ہے وہ پانچ طرح کے ہیں: ولادت، استھلال، رضاعت، کپڑوں کے نیچے عورتوں کے عیوب جیسا کہ رتق، قرن، بکارت، ثیابت اور برص ہیں اور عدت کا ختم ہونا۔(58)

ان معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت کے مقبول ہونے پر علماء نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

حضرت عقبہ بن حارث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ام یحیی بنت ام اھاب سے شادی کی۔ ام سوداء آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے یہ معاملہ نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا میں دوسری طرف سے آیا اور پھر یہ بات ذکر کی تو آپؐ نے کہا یہ کیسے ممکن ہے جبکہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے آپؐ نے اسے اس عورت سے روک دیا(یعنی جدائی کروادی)۔ (59)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے استہلال کے بارے میں اکیلی دایہ کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے۔(60)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی شہادت صرف انہی معاملات میں جائز ہے جن میں صرف وہی مطلع ہوتی ہیں جیسا کہ عورتوں کے

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پوشیدہ معاملات ہیں اور اسی طرح حمل اور حیض میں سے جو معاملات ان کے مشابہہ ہیں۔(61)

خلاصہ:

مختلف معاملات میں عورت کی شہادت کے حوالے سے مختلف احکام ہیں۔ حدود و قصاص چونکہ شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں اور عورت کی شہادت میں سہو اور غفلت کی وجہ سے شبہ کا امکان پایا جاتا ہے نیز اپنے مزاج کی نرمی اور احساسِ شدت کی بناء پر حدود و قصاص والے جرائم کا اہتمام جزئیات کے ساتھ مشاہدہ کرنا، ان کو بلا کم و کاست یاد رکھنا اور من و عن عدالت میں بیان کرنا عورتوں کے لیے آسان نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور کے نزدیک عورت کی شہادت حدود و قصاص میں بالکل قبول نہیں کی جاتی چاہے عورت مردوں کے ساتھ مل کے گواہی دے یا اکیلی، جبکہ اہل ظاہر کے ہاں حدود و قصاص والے معاملات میں ہر ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی شہادت مردوں کے ساتھ بھی مقبول ہوتی ہے اور اکیلی عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہوتی ہے۔

مالی معاملات میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی بالاتفاق قبول کی جاتی ہے البتہ ان معاملات میں اکیلی عورتوں کی گواہی جمہور کے ہاں مقبول نہیں ہے جبکہ اہل ظاہر کے ہاں مالی معاملات میں اکیلی عورتوں (ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں) کی گواہی بھی مقبول ہوگی اور مالکیہ کے نزدیک مالی معاملات میں اکیلی عورتوں کی شہادت، مدعی کی قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

حدود و قصاص اور مالی معاملات کے علاوہ دیگر معاملات (مثلاً نکاح، طلاق، رجوع وغیرہ) میں جمہور کے ہاں عورت کی شہادت مقبول نہیں ہوگی نہ مردوں کے ساتھ اور نہ ہی اکیلی، اہل ظاہر کے ہاں ان معاملات میں بھی ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی جبکہ احناف کے ہاں حدود و قصاص اور مالی معاملات کے علاوہ دیگر معاملات میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی شہادت مقبول ہوگی۔

جہاں تک ان معاملات کا تعلق ہے جن سے عام طور پر مرد واقف نہیں ہوتے، ان میں اکیلی عورتوں کی شہادت قبول کرنے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

حوالہ جات:

1. ابن منظور، جمال الدین، محمد بن مکرم، الافریقی، لسان العرب، دار صادر بیروت، س ن، 239/3
2. الموصلی، عبد اللہ بن محمود، الاختیار التعلیل المختار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، س ن، 139/2
3. کاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود، الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیہ، 1406ھ، 281/6
4. ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد، القرطبی، بدایۃ المجتھد، دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ السادسہ، 1402ھ، 465/2
5. الشافعی، محمد بن ادریس، امام، الام، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ، 1422ھ، 117/8
6. ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد بن محمد، الحنبلی، المغنی، دار عالم الکتب، الریاض، الطبعۃ السادسہ، 1417ھ، 126/14
7. ابن حزم علی بن احمد الظاہری، المحلی، ادارہ الطباعۃ المنیریہ مصر، 1352ھ، 396/9، 395
8. المغنی: 126/14
9. المغنی: 126/14
10. النساء 4: 15
11. النور 24: 4
12. النسائی، احمد بن شعیب، السنن الصغری للنسائی، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، حلب، الطبعۃ الثانیہ، 1406ھ، کتاب الطلاق، باب کیف اللعان: 3469
13. المحلی: 397/9
14. ایضاً

Vol.4 No.1 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

15. محمد حسن، ابو یحییٰ، حکم الشہادۃ النساء فی العقوبات فی الشریعۃ الاسلامیہ، دار الیازوری، عمان، 1977ء، ص20، 21
16. مسلم بن حجاج، القشیری، الصحیح المسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات: 79
17. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی، 1422ھ، کتاب الشھادات باب شھادۃ النساء: 2658
18. المحلی: 9/402
19. حکم شھادۃ النساء فی العقوبات: ص35، 36
20. المغنی: 14/126
21. حکم الشھادۃ والنساء فی العقوبات: ص36
22. ابن حجر، احمد بن علی، العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ، 5/266
23. النووی، یحیی بن شرف، کتاب المجموع شرح المہذب، مکتبۃ الارشاد، جدہ س ن، 23/135
24. بدائع الصنائع: 6/279
25. النووی یحیی بن شرف الدین، روضۃ الطالبین، دار عالم الکتب، ریاض، 1423ھ، 8/227
26. المغنی: 14/129
27. محمد علیش، منح الجلیل علی مختصر العلامہ خلیل، مکتبۃ النجاح، لیبیا، س۔ن، 4/253
28. المحلی: 9/396
29. البقرۃ2: 282
30. ابن الہمام، کمال الدین محمد، شرح فتح القدیر علی الہدایۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، 2003ء، 7/345
31. المغنی: 14/132
32. ایضاً
33. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات: 79
34. صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب شھادۃ النساء: 2658
35. المحلی: 9/395، 396
36. ایضاً
37. ایضاً: 9/403
38. المغنی: 14/126، 127
39. المغنی: 14/127
40. المحلی: 9/396۔399
41. بدائع الصنائع: 6/279
42. الطلاق65: 2

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

43. الدار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1424ھ، کتاب النکاح:3521

44. المحلی:9/397

45. المغنی:14/127-128

46. ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الجوزیہ، زادالمعاد فی ہدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، الطبعۃ السادسہ والعشرون، 1415ھ

47. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات:79

48. صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب شہادۃ النساء:2658

49. المحلی:9/397

50. حکم شہادۃ النساء فی العقوبات: ص35

51. المغنی:10/347،348

52. البقرہ 2: 282

53. بدائع الصنائع:6/280

54. المحلی:9/397

55. الطلاق 65:2

56. دار قطنی، کتاب النکاح:3521

57. فتح الباری:5/266

58. المغنی:14/134،135

59. صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب شہادۃ الاماء والعبید:2659

60. ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مکتبۃ الرشد، ریاض، الطبعۃ الاولیٰ، 1409ھ کتاب البیوع والاقضیۃ، باب مایجوز فیہ شہادۃ النساء، 20715

61. مصنف عبدالرزاق، کتاب الشہادۃ، باب شہادۃ المرأۃ فی الرضاع:15245